

غالب اگر سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں  
حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی  
حُسن اور ایسے بناؤ  
میں کہ بہشت کی حوری  
انہیں انتہائی شوق و  
محبت سے دیکھ رہی ہیں۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں: ”یہ شعر بھی ایسا کہا کہ کروڑوں میں ایک آدمہ  
ایسا نکلتا ہے۔“

۳۔ شرح: اے واعظ! تمہاری شرابِ طور کی کیا بات ہے! نہ  
اسے خود پی سکتے ہو، نہ کسی کو پلا سکتے ہو۔ ہماری شراب میں یہ خوبی تو ہے نا  
کہ خود بھی پیتے ہیں اور دوسروں کو بھی پلا سکتے ہیں۔

”کیا بات ہے“! عظمت و تحسین کے لیے آتا ہے، لیکن مرزا غالب نے  
اسے ایسے طریقے پر استعمال کیا ہے، جس سے استہزاء بالکل واضح ہے۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں: ”ایک شخص سے خطاب کر کے فوراً جمع کی  
طرف ملتفت ہو جانا نئی صورت التفات کی ہے اور نہایت لطف دیتی ہے۔“  
۴۔ لغات۔ صُور: نرسنگا، جو قیامت کے دن پھونکا جائے گا  
اور اس سے مردے جی اٹھیں گے۔

تشریح: میرا محبوب حشر میں مجھ سے لڑ رہا ہے کہ تو کیوں جی اٹھا؟ معلوم  
ہوتا ہے کہ بے نیازی، بے پروائی اور تغافل کے باعث صورِ اسرافیل کی  
آواز اس کے کان تک پہنچی ہی نہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کے کُشتے کو صرف  
اس کی آواز پر اٹھنا چاہیے۔

۵۔ لغات۔ طَبُور: طائر کی جمع، پرندے، یہاں مراد ہے ببل۔

تشریح: ببلوں نے نغے گانے شروع کر دیے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے  
کہ بہار آ رہی ہے، ابھی آئی نہیں۔ ہم بھی کوئی یقینی اطلاع نہیں دے سکتے!  
البتہ پرندوں یعنی ببلوں کی زبانی ایک اڑتی سی خبر سن کر پیش کر دی۔